مقبول حسن گیلانی

# قرآن مجید کے کامل سرائیکی تراجم کا تقابلی جائزہ

The Holy Quran has been translated in various languages and this process is still continuing. This article is a comparative study of translations of the Holy Quran is Saraiki. It shows the similarities and differences of different translators in this respect.

---

قرآن مجید کے کامل سرائیکی تراجم کی تعداد نو ہے۔ان میں سے چھ معرّٰی ہیں اور تین مفسر تراجم ہیں۔کامل تراجم میں کوئی منظوم ترجمہ نہیں اور نہ ہی کوئی محشّٰی ہے۔کلی تراجم منثور ہیں۔ان میں سے پانچ تراجم شائع ہو چکے ہیں جب کہ چار تراجم تادم تحریر زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکے۔کامل تراجم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سب سے پہلے معرّٰی تراجم پر نظر ڈالتے ہیں۔قرآن مجید کے وہ تراجم جن کے ساتھ حاشیہ اور تفسیر نہیں معرّٰی تراجم ہیں۔سرائیکی زبان میں قرآن مجید کے زیادہ تر تراجم معرّٰی ہیں۔معرّٰی اور کامل تراجم کی تعداد چھ ہے۔ان تمام فاضل مترجمین نے اپنے تیئں قرآن مجید سے گہری وابستگی اور مادری زبان سرائیکی سے محبت کا حق ادا کیا ہے اور نامساعد حالات کے باوجود اس علمی اور دینی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے وہ لائق صد تحسین ہے۔

کامل تراجم میں سب سے پہلی کاوش ''قرآن مجید مترجم بزبان ریاستی'' ہے۔ جسے مولانا حفیظ الرحمٰن حفیظؔ نے تصنیف کیا۔ یہ قرآن مجید کا پہلا معرّٰی مکمل سرائیکی ترجمہ ہے جسے مترجم نے خود 1951ء میں طبع فرمایا۔ڈاکٹر مہر عبدالحق مرحوم و مغفور نے ''قرآن مجید ترجمہ بزبان سرائیکی'' کے نام سے مکمل معرّٰی ترجمہ رقم کیا اور یہ 1404ھ میں زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔تیسرا معرّٰی مکمل ترجمہ امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد کی ہدایت پر استاذ خان محمد لسکانی اور رفیق احمد نعیم لسکانی نے مل کر کیا۔جو 1991ء میں انگلینڈ سے شائع ہوا۔

ترتیب زمانی کے مطابق چوتھا معرّٰی کامل مطبوعہ ترجمہ پروفیسر دلشاد کلانچوی مرحوم و مغفور کی تصنیف ہے۔ یہ ''سوکھے سرائیکی ترجمے والا قرآن شریف'' کے نام سے معنون ہے اور اسے 2000ء میں ابن کلیم پبلشرز ملتان نے طبع کیا۔اس سلسلے میں پانچویں کاوش مولانا مفتی عبدالقادر سعیدی مدظلہ کی ہے جنہوں نے ''المرجان'' کے نام سے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ اپنے قلم سے لکھا۔جو ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکا۔ ''تفسیر اتالیقی بزبان سرائیکی'' مولانا غلام محمد چاچڑانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔مصنف موصوف نے اسے مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں اپنے قلم سے رقم فرمایا۔ یہ مخطوطہ ''قصر فرید لائبریری کوٹ مٹھن'' (راجن پور) میں موجود ہے۔

قرآن مجید کے کامل تراجم میں ایک گرانقدر کاوش مولانا محمد نظام الدین نظامی کی ہے۔جو فارسی تفسیر کا سرائیکی ترجمہ ہے اور ''ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی المعروف سوغات نظامی'' کے نام سے موسوم ہے اور تادم تحریر غیر مطبوعہ ہے۔ ''تیسیر القرآن المعروف سوکھی تفسیر'' پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق شاکر کی تصنیف ہے۔ یہ قرآن مجید کا کامل مفسر ترجمہ ہے اور قرآن مجید کی سات منزلوں کے اعتبار سے سات جلدوں پر مشتمل ہے۔قرآن مجید کے کامل سرائیکی تراجم میں ایک مخطوطہ ''نور الایمان'' ہے۔ جس کی کتابت اور سرائیکی ترجمہ ملک ریاض شاہد نے کیا ہے۔ یہ 23x36 کے سائز کے کارڈ پر رقم کیا گیا ہے۔ یہ 1682

صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا وزن تیرہ من بتایا جاتا ہے۔ ذیل میں ہر ایک پر تقابلی نظر ڈالتے ہیں۔

## تقابلی نظر

زیر نظر تراجم میں محترم مترجمین نے اپنے اپنے اسلوب بیان سے سرائیکی ترجمہ رقم کیا ہے۔ کچھ تراجم تحت اللفظ ہیں اور بعض بامحاورہ۔ اکثر تراجم اردو تراجم کا تتبع ہیں۔ صرف تراجم کے اردو الفاظ کو سرائیکی میں ڈھالا گیا ہے۔

معیاری ترجمہ وہ ہوتا ہے جس میں ابلاغ ہو اور متن کی صحیح ترجمانی ہو اگر متن اور ترجمے میں فرق ہو تو ترجمہ، ترجمہ کہلانے کا مستحق نہیں۔ اب ہم نظائر اور امثال کو پیش نظر رکھ کر ان تراجم پر تقابلی نظر ڈالتے ہیں کہ کون سا ترجمہ کتنا اس معیار پر پورا اترتا ہے

کامل تراجم کی طویل فہرست میں کچھ تراجم بامحاورہ ہیں اور کچھ لفظی اور کچھ تحت اللفظ ہیں۔ جو تراجم بامحاورہ ہیں ان میں مہر عبدالحق، خان محمد لسکانی، پروفیسر دلشاد کلانچوی، مولانا غلام محمد چاچڑانی اور ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر کے تراجم شامل ہیں۔ ان تراجم میں وہ سب خوبیاں پائی جاتی ہیں جو بامحاورہ ترجمے میں ہو سکتی ہیں۔

بس یہ ہے کہ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ ملتی ہیں مثلاً عام فہم اور زود فہم ہونے کے حوالے سے ڈاکٹر مہر عبدالحق، خان محمد لسکانی اور ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر کے تراجم خوب ہیں۔ البتہ مہر عبدالحق کے ترجمے میں سہل الفہمی کا وصف تو ہے لیکن تشریحی کلمات اتنے ہیں کہ یہ ترجمہ فنی اعتبار سے صحت اور فصاحت کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔

دوسرا وصف جو ان بامحاورہ تراجم میں نظر آتا ہے وہ ان کی سلاست ہے۔ اس اعتبار سے سب سے بہتر تراجم خان محمد لسکانی، پروفیسر دلشاد کلانچوی اور پروفیسر ڈاکٹر صدیق شاکر کے تراجم ہیں۔ ان تراجم میں سلاست اور روانی کا وصف موجود ہے لیکن ایک ایک لفظ کے الگ الگ معنیٰ معلوم کرنا قاری کے لیے مشکل ہے۔ ان بامحاورہ تراجم میں بیشتر تراجم وہ ہیں جو کسی اردو یا فارسی ترجمے کا تتبع ہیں۔ جیسے مولانا غلام محمد چاچڑانی کا ترجمہ امام اہلسنت احمد رضا خان بریلوی کے اردو ترجمے کی موافقت ہے۔ خان محمد لسکانی کا ترجمہ جماعت احمدیہ ربوہ کے اردو ترجمے کا تتبع ہے۔ کامل تراجم میں خالص سرائیکی زبان کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن سے قاری کو معانی سمجھنے میں دقت نہیں ہوتی۔ ان تراجم میں مولانا حفیظ الرحمٰن، خان محمد لسکانی، دلشاد کلانچوی، مولانا غلام محمد چاچڑانی، مفتی عبدالقادر سعیدی اور ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر شامل ہیں مثلاً مولانا حفیظ الرحمٰن کا ترجمہ ملاحظہ ہو

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِی خُسْرٍ (۱۰۳: العصر:۲)

''بے شک آدمی البتہ وچ زیان دے ہے''(۱)

اس ترجمے میں ''زیان'' خالص سرائیکی کلمہ ہے جو نقصان یا خسارے کے لیے بولا جاتا ہے اسی طرح پروفیسر دلشاد کلانچوی کے ترجمے میں سرائیکیت جھلکتی ہے مثال کے طور پر اس آیت کریمہ کا ترجمہ دیکھئے

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ (۳:ال عمران: ۲۷)

''توں رات کوں ڈینہہ وچ لکا (وڑا) گھندیں اتے ڈینہہ کوں رات وچ لکا (وڑا) گھندیں''(۲)

زیر نظر خالص سرائیکی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جس سے قاری کے لیے کتاب مبین کی تفہیم آسان ہو گئی ہے۔ اسی طرح مفتی عبدالقادر سعیدی سرائیکی کا ترجمہ زبان کی مکمل ترجمانی کی ہے مثلاً سورۃ الکوثر کی آخری آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ (۱۰۸ : الکوثر:۳)

''بے شک تہاڈا دشمن او ترک اے''(۳)

''اوترک'' خالص سرائیکی لفظ ہے جس کے معنی بے اولاد اور بے نام ونشان کے ہیں۔ فاضل مترجم نے سرائیکی محاورے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجمہ رقم کیا ہے۔ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلاَّ وُسْعَھَا (۲: البقرہ: ۲۸۶)

''اللہ کہیں کوں تکلیف نی ڈیندا۔ھا، جتی کہیں دی ہڈی سہوے''(۴)

''ہڈی سہوے'' خالص سرائیکی محاورہ ہے۔مصنف موصوف نے اسے بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔

اس کے برعکس بعض مترجمین نے سرائیکی تراجم میں اجنبی، غیر مانوس کلمات کے علاوہ اردو، عربی اور فارسی الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ اس سے ایک تو ترجمے کے فنی اصولوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور دوسرا قاری کے لیے ترجمہ نا قابل فہم ہو جاتا ہے مثال کے طور پر ڈاکٹر مہر عبدالحق کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

فَاَ کْثَرُوْا فِیْھَاالْفَسَادَ (۸۹: الفجر :۱۲)

''بس وت ڈھیر ساریاں ناہمواریاں پیدا کرڈتیاں ہانیں''(۵)

اس ترجمے میں ''ناہمواریاں'' اور ''پیدا'' قاری کے لیے اجنبی اور غیر مانوس کلمات ہیں ویسے بھی فساد کا سرائیکی ترجمہ ''ناہمواریاں'' ہو ہی نہیں سکتا۔اب مولانا غلام محمد چاچڑانی کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

فَبَآءُ وْبِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ (۲: البقرہ:۹۰)

''چاہے وی لھاوے غضب اتے غضب تے لائق تھے اتے کافریں کیتے خواری دا عذاب ہے''(۶)

اس ترجمے میں ''وی''، غضب، لائق، عذاب اور خواری'' عربی اور فارسی الفاظ ہیں اسی طرح مولانا محمد نظام الدین نظامی کے ترجمے میں بھی یہی صورت حال ہے ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ (۲: البقرہ: ۲۹)

''پھر قصد کیتا آسمان پیدا کرن دی طرف''(۷)

زیر نظر ترجمے میں بھی فاضل مترجم نے ''پھر''، ''قصد''، ''پیدا'' اور ''طرف'' جیسے غیر سرائیکی کلمات رقم کر کے ترجمہ نا قابل فہم بنا دیا ہے۔

کامل تراجم کا ایک اور وصف اثر آفرینی جو بیشتر مترجمین کے تراجم میں پایا جاتا ہے اور یہ وصف قرآن مجید کے اعجاز کے ساتھ متصف ہے قرآن مجید تو اللہ کا کلام ہے اس لیے اثر انگیز ہے۔فاضل مترجمین نے بھی قرآن مجید کے اس اعجاز کو ترجمے میں برقرار رکھنے کی شعوری کوشش کی ہے جیسے مولانا حفیظ الرحمٰن کا یہ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اِذَازُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَا لَھَا(۹۹:الزلزال:۱۔۲)

''جیڑھے ویلے ہلائی ویسی زمین زلزلے آپڑیں نال اتے کڈھ سٹیسی بار آپڑیں''(۸)

یہ ترجمہ دل میں اتر جانے والا ہے۔کیونکہ اس میں اثر آفرینی پائی جاتی ہے ڈاکٹر مہر عبدالحق کے ترجمے پر تقابلی نظر ڈالیں تو ان کے ترجمے میں مولانا حفیظ الرحمٰن سے زیادہ اثر آفرینی پائی جاتی ہے مثلاً اس آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو

فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحاً فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعاً (۱۰۰ : العدیت:۳،۴)

''وت دھاڑ امریندن دھمیں وت ایندے نال ددھڑ اٹھا کھڑیندن''(۹)

فاضل مترجم نے متن کی اثر انگیزی کو ترجمے برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔اور یہ ترجمہ قاری کے دل کو چھو لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔دلشاد کلانچوی کے ترجمے میں زیادہ اثر آفرینی ملتی ہے مثال کے طور پر اس آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُحَتّٰی زُرْ تُمُ الْمَقَابِرَ (۱۰۲ : التکاثر: ۱،۲)

''تہاکوں ڈھیر مال مڈی دی ڈہڈی خواہش اصلوں اندھا کر چھوڑے ایں توڑیں جو تساں قبراں دامنہ ونج ڈیکھو!''(۱۰)

اگر چہ اس ترجمے میں پیرایہ بیاں طویل ہے مگر اس کا ایک ایک لفظ خاص تاثیر رکھتا ہے۔اس ترجمے سے قاری مادی دنیا کی بجائے آخرت کی فکر کرنے لگتا ہے۔میری رائے میں سب سے زیادہ اثر آفرینی پروفیسر دلشاد کلانچوی کے ترجمے میں پائی جاتی ہے۔

اب ہم کامل تراجم کا ادبی چاشنی کے حوالے سے تقابلی جائزہ لیتے ہیں یہ خوبی بیشتر تراجم میں پائی جاتی ہے۔جو ترجمہ فصیح نہ ہو،اس میں ربط نہ ہو اور نہ سلاست ہو تو اس ترجمے میں ادبی چاشنی بھی نہیں ہوتی جیسے مولانا حفیظ الرحمٰن کا یہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (۱۰۲: التکاثر:۴)

''ول ہر گز نہ اینویں جلدی جانڑسو''(۱۱)

مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب طرز ادیب تھے اس لیے ان کی تحریر میں جگہ جگہ ادبی رنگ جھلکتا ہے اور ترجمے کا سب سے بڑا حسن اس کی ادبی چاشنی ہے۔اگر مولانا حفیظ الرحمٰن اور ڈاکٹر مہر عبدالحق کے تراجم کا ادبی چاشنی کے حوالے سے تقابل کریں تو مہر عبدالحق کے ترجمے میں زیادہ ادبی چاشنی ہے مثال ملاحظہ ہو۔

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ (۳۶: یسین: ۷۶)

''بس وت انھاں دی گالھ تیکوں مونجھا نہ کرے''(۱۲)

پروفیسر دلشاد کلانچوی شاعر بھی تھے آیئے ان کے ترجمے کا مندرجہ بالا دو تراجم سے ادبی چاشنی کے حوالے سے تقابل کرتے ہیں۔سورۃ العلق کی پہلی دو آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۹۶: العلق: ۱،۲)

''(اے رسولؐ) توں آپڑیں رب داناں گھن تے پڑھ جیں پیدا کیتے۔جئیں انسان کوں لہودی بوٹی کنوں پیدا کیتے۔''(۱۳)

اس ترجمے میں ادبی رنگ عیاں ہے۔فاضل مترجم نے اپنی ادبی مہارت کا لوہا منوایا ہے اور ترجمے میں ادبی چاشنی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر نے بھی زبان و ادب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے مثال کے طور پر اس آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲: البقرہ: ۵)

''اتے ایجھے لوک توڑ چڑھن آلے ہن''(۱۴)

ڈاکٹر محمد صدیق شاکر صاحب طرز ادیب ہیں آپ کی تحریریں ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں اور آپ عربی زبان پر عبور بھی رکھتے ہیں اسی لیے متن کی ادبی چاشنی ترجمے میں بھی نظر آتی ہے۔

مولانا نظام الدین نظامی کا علم وفضل اور شعر وسخن میں کمال ''ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی'' میں نظر آتا ہے۔ان کے ترجمے میں ادبی چاشنی خوب ہے اور انہوں ترجمہ اور تفسیر میں جابجا اردو،سرائیکی،عربی،فارسی،اشعار،ابیات،مثنوی،رباعی،اور نظم کی صورت میں ایک مربوط طریقے سے رقم کیا ہے۔ میری رائے میں ان کامل تراجم میں سب سے زیادہ ادبی چاشنی ڈاکٹر محمد صدیق شاکر کے ترجمے میں پائی جاتی ہے کیونکہ آپ کا ترجمہ فصیح بھی ہے۔اس میں سلاست بھی ہے اور اسے مربوط طریق کار کے تحت ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔

ابلاغ کامل بھی ایک معیاری ترجمے کا اہم وصف ہوتا ہے۔اب ہم ان کامل تراجم میں ابلاغ کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں کہ کس ترجمے میں ابلاغ سب سے زیادہ ہے۔مولانا حفیظ الرحمٰن نے اپنے ترجمے میں سادہ اسلوب بیان کرنے کی کوشش کی ہے جس سے قاری کے لیے آسانی پیدا ہوگئی ہے وہ آسانی سے متن کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے مثال کے طور پر اس آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

قَالَ اِنِّی اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ (۲ : البقرہ: ۳۰)

''آکھیا اللہ نے میں جانڑداہاں جو نہیں جانڑدے تساں''[۱۵]

مندرجہ بالا ترجمے میں ابلاغ کامل موجود ہے اور عربی متن کی مکمل ترجمانی بھی ملتی ہے۔اب مفتی عبدالقادر سعیدی کے ترجمے میں ابلاغ کا جائزہ لیتے ہیں مثلاً

اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ (۸۵: البروج : ۱۲)

''بے شک پکڑ تیڈے رب دی بہوں سخت اے''[۱۶]

اس آیت کریمہ کے سرائیکی ترجمے میں مکمل ابلاغ موجود ہے اور اس ترجمے میں مولانا حفیظ الرحمٰن کے ترجمے کی نسبت زیادہ ابلاغ پایا جاتا ہے۔مولانا نظام الدین نظامی نے بھی عربی متن میں موجود مقصد کو قاری تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے مثال کے طور پر درج ذیل آیت کا ترجمہ دیکھیے۔

وَالطُّوۡرِ وَکِتَابٍ مَّسۡطُوۡرٍ فِی رِقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ (۵۲: الطور : ۱،۳)

''قسم طور سینا پہاڑ دی اتے قسم ہے کتاب لکھی ہوئی دی وچ صحیفے کھولے ہوئے دے۔''[۱۷]

اس ترجمے میں ابلاغ ہے مگر مفتی عبدالقادر سعیدی کے ترجمے کی نسبت کم ہے۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ ابلاغ تو ہے مگر ابلاغ کامل نہیں۔پروفیسر دلشاد کلانچوی کے ترجمے میں بھی یہ وصف پایا جاتا ہے مثال ملاحظہ فرمائیے۔

اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ (۱۰۲ : التکاثر : ۹)

''کیا او (اوں وقت کوں) نہیں جانڑداجڈاں جو قبراں وچ جو کجھ ہے اوکوں باہر اٹھا کھڑا کیتا ویسی''[۱۸]

پروفیسر دلشاد کلانچوی نے بھی قرآن مجید کے عربی متن کی مکمل ترجمانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے کلام کے مقصد کو قاری تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔اسی طرح ڈاکٹر صدیق شاکر کے ترجمے میں بھی مکمل ابلاغ موجود ہے مثلاً

صُمٌّ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لاَ یَرۡجِعُوۡنَ (۲ : البقرہ:۱۸)

''ڈورے ہن، گنگے ہن، اندھے ہن، بس کڈاہیں نہ ولسن۔پچھاں ولن جوگے نی''[۱۹]

پروفیسر صدیق شاکر نے عربی متن کا اصل مقصود قاری تک پہنچایا ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے جو کچھ کہنا چاہتا ہے اس سے قاری کو مکمل ابلاغ ہوجاتا ہے۔

کامل سرائیکی تراجم کے قلمی مخطوطوں میں سب سے نادر نسخے ''نورالایمان'' کے مصنف ملک ریاض شاہد نے بھی اپنے ترجمے میں عربی متن کی مکمل ترجمانی کی کوشش کی ہے۔مثال کے طور پر اس آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (۱ : الفاتحہ: ۱)

''ساریاں خوبیاں اللہ کوں جہڑا مالک سارے جہان والیاں دا''[۲۰]

مندرجہ بالا ترجمے میں مصنف موصوف نے ابلاغ کامل کی کوشش کی ہے مگر مذکورہ تراجم کی نسبت اس میں کم ابلاغ پایا جاتا ہے۔میری نظر میں ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر کے ترجمے میں مکمل ابلاغ موجود ہے۔مذکورہ تراجم کی نسبت اس ترجمے میں قرآن پاک کے عربی متن کی کامل ترجمانی کی گئی ہے۔

مذکورہ کامل تراجم میں سے بعض میں یہ سقم پایا جاتا ہے کہ ان میں تشریحی کلمات استعمال کیے گئے ہیں جس سے پیرایہ بیان غیر ضروری طور پر طویل ہو گیا ہے جو ترجمہ کے شایانِ شان نہیں اگر ترجمے اور متن میں ہم آہنگی نہ ہو تو وہ ترجمہ، ترجمہ کہلانے کا مستحق نہیں۔ ذیل میں ہم تشریحی کلمات کے غیر ضروری استعمال کے حوالے سے کامل تراجم کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق نے بطور مترجم اپنے فن کا لوہا منوایا ہے اور انہوں نے سرائیکی دینی ادب خاص طور پر قرآن مجید کے حوالے سے قابل قدر کام کیا ہے۔ فاضل مترجم نے رواں ترجمے کا دعویٰ بھی کیا ہے مگر کہیں کہیں روانی محسوس نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر درج ذیل آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱ : الفاتحه: ۱)

''سب تعریفاں اللہ دیاں ہن جیڑھا کل جہاناں دا پالن ودھاون تے پھلاون پھُلاون والا ہے''(۲۱)

اس ترجمے میں ''رب'' کے معانی ایک سے زیادہ تحریر کیے گئے ہیں جو ترجمے کے فنی اصول کے خلاف ہے۔ دوسرا یہ کہ پیرایہ بیان طویل ہو گیا ہے اور یہ کہ قاری کے لیے تفہیم مشکل ہو گئی ہے۔ خان محمد لسکانی کے ترجمے میں بھی تشریحی کلمات پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر تسمیہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''میں اللہ دے ناں دے نال (شروع کریندا اں) جیڑھا بغیر منگیئے ڈیون والا ء تے ول ول رحم کرن والا ء''(۲۲)

مندرجہ بالا ترجمے کو تشریحی ترجمہ کہہ سکتے ہیں ترجمہ نہیں۔ معیاری ترجمہ وہ ہوتا ہے جس میں کم از کم تشریحی کلمات ہوں اگر یہ ترجمہ تشریحی کلمات کے بغیر ہوتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس ترجمے میں ''ول ول'' اور ''بغیر منگیئے ڈیون والا'' توسین مطلوب ہیں۔

تاہم خان محمد لسکانی کے ترجمے میں ڈاکٹر مہر عبدالحق کے ترجمے سے تشریحی کلمات کم ہیں۔ مفتی عبدالقادر سعیدی کے ترجمے میں تشریحی کلمات کم سے کم ہیں البتہ مولانا نظام الدین نظامی کے ترجمے میں بعض مقامات پر تشریحی کلمات رقم کیے گئے ہیں جن سے قاری کے لیے ترجمہ ادق ہو گیا ہے مثلاً

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعاً (۲ : البقره: ۳۸)

''اتے آکھیا اساں دوبارہ اتر ونجو جنت کنوں یا آسماناں کنوں تساں سبھ''(۲۳)

اسی طرح اس آیت کریمہ کے ترجمے کو ملاحظہ فرمائیں:

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (۲ : البقره: ۳۷)

''او ہے توبہ دی توفیق ڈیون والا مہربان توبہ کرن والیں تے''(۲۴)

یہ ترجمہ نہیں تفسیر معلوم ہوتی ہے یا یوں کہیے یہ تشریحی ترجمہ ہے اس سے ترجمے کا حسن برقرار نہیں رہتا۔ ترجمے کا اہم وصف اختصار ہے۔ فاضل مصنف نے غیر ضروری طوالت کا سہارا لیا ہے جس سے ترجمے کا ابلاغ بھی کم ہوا ہے۔

کامل تراجم میں مولانا حفیظ الرحمٰن حفیظ، مفتی عبدالقادر سعیدی، مولانا نظام الدین نظامی اور ملک ریاض شاہد کے تراجم تحت اللفظ اور لفظی ہیں۔

ان تراجم میں سلاست، روانی، فصاحت و بلاغت نہیں ہے اور نہ ہی ادبی چاشنی ہے مگر سرائیکی حلاوت ملتی ہے۔ مثال کے طور پر مولانا حفیظ الرحمٰن کا یہ ترجمہ دیکھیے۔

اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالاً وَّعَدَّدَهٗ (۱۰۴ : الهمزه: ۲)

''جیں کٹھا کیتا مال اتے گنڑ دار ہیا اونکوں''(۲۵)

اس ترجمے میں سلاست اور روانی کی کمی ہے مگر سرائیکی ترجمہ میں ایک حسن موجود ہے۔اسی طرح ملک ریاض شاہد کا ترجمہ دیکھیں اس میں بھی ادبی چاشنی، روانی اور سلاست نہیں ہے مگر ترجمہ سرائیکیت کے وصف سے بہرہ ور ہے۔

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ (۱۰۱ : القارعہ: ۴)

''جیں ڈینہہ آدمی ہوسن جیویں کھنڈیے پتنگے''(۲۶)

لفظی ترجمے میں یہی سقم ہوتا ہے کہ اس میں فصاحت، روانی، سلاست، ادبی چاشنی اور ابلاغ نہیں ہوتا۔اور یہی سقم اس ترجمے میں بھی پایا جاتا ہے۔اسی حوالے سے مفتی عبدالقادر سعیدی کے ترجمے کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں:

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (۸۹: الفجر: ۱۳)

''پچھے ماریا انہیں تے تیڈے رب سوٹا عذاب دا''(۲۷)

اس ترجمے میں فصاحت نہیں ہے۔ ''فصب'' کے معنی انڈیلنا اور برسانے کے ہیں۔اگر اس کی بجائے سرائیکی الفاظ لائے جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔لفظی تراجم میں عدم فصاحت تو ہوتی ہے مگر مولانا حفیظ الرحمٰن اور ملک ریاض شاہد کی نسبت مفتی عبدالقادر سعیدی کے ترجمے میں عدم فصاحت زیادہ ہے۔مولانا نظام الدین نظامی کے ترجمے میں مندرجہ بالا تینوں تراجم کی نسبت فصاحت، سلاست، روانی اور ادبی چاشنی کی کمی ہے البتہ بعض مقامات پر سرائیکی ترجمہ کا اپنا حسن قائم ہے۔البتہ ترجمے میں اردو، عربی اور فارسی کے الفاظ بھی ملتے ہیں جیسے:

وَ ادْعُوْا شُهَدَاءَ كُمْ (۲: البقرہ: ۲۳)

''اتے پکارو تساں حاضرین اپڑیں کوں یا بتاں کوں''(۲۸)

مندرجہ بالا ترجمے میں ''پکارو'' اور ''حاضرین'' غیر سرائیکی الفاظ ہیں جو قاری کے لیے دقت پیدا کر سکتے ہیں۔علاوہ ازیں اس ترجمے میں سلاست، فصاحت، روانی اور ادبی چاشنی نہ ہونے کی وجہ سے ترجمے کا حسن متاثر ہوا ہے۔تاہم مولانا حفیظ الرحمٰن، مفتی عبدالقادر سعیدی اور ملک ریاض شاہد کے تراجم مولانا نظام الدین نظامی سے زیادہ فصیح ہیں۔

قرآن مجید کے کامل سرائیکی تراجم میں بیشتر مترجمین نے خالص زبان استعمال کی ہے اور بعض مقامات پر اردو، عربی اور فارسی کلمات کا سہارا بھی لیا ہے جس سے ترجمے میں سرائیکیت متاثر ہوئی ہے۔ڈاکٹر صدیق شاکر کا واحد ترجمہ ہے جو کسی اردو ترجمے کا تتبع نہیں ہے بلکہ خالص سرائیکی زبان کا شاہکار ہے۔

اس کے بعد خان محمد لسکانی کا ترجمہ ہے جس میں سرائیکیت عیاں ہے مگر بعض مقامات پر اس میں اردو ترجمے کا تتبع نظر آتا ہے۔متن اور ترجمے میں ہم آہنگی نظر نہیں آتی مثلاً

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (۲: البقرہ: ۲)

''خدا کنیں ڈرن والے پرہیز گاریں کیتے رہنماء''(۲۹)

مندرجہ بالا آیت کے ترجمے میں لفظ ''متقین'' کے معنی واضح نہیں ہیں۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ اردو ترجمے کا تتبع ہے۔پروفیسر دلشاد کلانچوی نے روزمرہ سرائیکی محاورے کا بہت خیال رکھا ہے مگر کہیں کہیں پلہ ہاتھ سے نکل گیا مثال کے طور پر اس آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (۱: الفاتحہ: ۷)

''نہ کہ جھاں اتے تیڈا غضب رہیے اتے نہ کہ جھڑے گمراہ ہن''(۳۰)

اس آیت کریمہ کے ترجمے میں ''غضب'' اور ''گمراہ'' جیسے غیر سرائیکی کلمات استعمال کیے گئے ہیں اس سے یہ بات

عیاں ہوتی ہے کہ ترجمے میں متابعت پائی جاتی ہے۔مصنف موصوف نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔اگرتتبع کے حوالے سے خان محمد لسکانی اور پروفیسر دلشاد کلانچوی کے تراجم کا تقابلی جائزہ لیں تو خان محمد لسکانی کے ترجمے میں موافقت کم نظر آتی ہے۔

مولانا مفتی عبدالقادر سعیدی قرآن مجید کے عربی متن سے براہ راست سرائیکی ترجمہ نہیں کیا بلکہ اردو ترجمے کو سرائیکی میں ڈھالا ہے۔انہوں نے امام اہلسنت احمد رضا خاں بریلویؒ، جسٹس پیر کرم شاہ الازہریؒ اور علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کے تراجم کو ماخذ بنایا ہے۔(۳۱)

اس تتبع کی وجہ سے ترجمے کا حسن متاثر ہوا ہے مثلاً

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ (۹۷: القدر: ۱)

''بے شک اساں ایکوں اتارے شب قدر وچ''(۳۲)

فاضل مترجم نے ''بے شک''، ''اتارے'' اور ''شب قدر'' جیسے الفاظ استعمال کر کے قاری کے لیے بھی مشکل پیدا کی ہے اور ترجمے کے حسن کو ماند بھی کیا ہے۔اگر ان الفاظ کے متبادل سرائیکی کلمات لائے جاتے تو ترجمہ فصیح ہوتا۔

اس کے تقابل میں ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر کے ترجمے میں سرائیکیت خوب ہے۔آپ کے ترجمے میں متابعت کا شائبہ تک نظر نہیں آتا مثال کے طور پر اس آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ (۲: البقرہ: ۲)

''متھی سگدے بجلی داکڑ کا رانہاں دی دیداں کوں ئی گھن لاہوے''(۳۳)

اس ترجمے میں خالص سرائیکی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔اردو، عربی اور فارسی کے کلمات سے اجتناب کیا گیا ہے اور قرآن مجید کے عربی متن کی سرائیکی میں مکمل ترجمانی کی ہے۔

اب ان تراجم کا ملک ریاض شاہد کے ترجمے سے موازنہ کرتے ہیں مثال کے طور پر یہ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی (۲: البقرہ: ۵۷)

''تے ابر کوں تیڈا سائبان کیتا تے تیڈے اتے من تے سلویٰ لہایا''(۳۴)

مندرجہ بالا ترجمے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اردو ترجمے کا تتبع ہے۔مصنف موصوف نے خود بھی بتایا کہ انہوں نے مولانا رضاءالمصطفیٰ سعیدی کے اردو ترجمے کو سرائیکی میں ڈھالا ہے۔(۳۵)

اگر ریاض شاہد کے ترجمے کا دوسرے کامل تراجم سے موازنہ کریں تو سب سے زیادہ متابعت اسی ترجمے میں نظر آتی ہے اور سب سے زیادہ اردو الفاظ اسی میں ملتے ہیں۔

بہر حال اس ترجمے کی یہ انفرادیت اسے دوسرے تراجم سے ممتاز بناتی ہے کہ یہ بہت بڑے سائز میں قلمی نسخہ ہے اور اس کی ضخامت 1682 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور یہ نادر قلمی نسخہ ہے۔

قرآن مجید کے کامل سرائیکی تراجم میں بعض آسان اور عام فہم ہیں اور بعض غیر مانوس کلمات کے استعمال کی وجہ سے ناقابل فہم ہیں۔کچھ تراجم فصیح ہیں اور بعض میں ابہام پایا جاتا ہے۔

مولانا مفتی عبدالقادر سعیدی کے ترجمے میں کم از کم تشریحی کلمات استعمال کیے گئے ہیں۔اس میں سرائیکی زبان کی مٹھاس کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں ابہام بھی پایا جاتا ہے۔مثال کے طور پر اس آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلاً (۷۳: المزمل: ٦)

''بے رات دا اٹھن (نفس کوں) سخت لتاڑن والا اتے بہوں درست گالھ والا ہے''(۳٦)

اس مثال میں ''لتاڑن والا'' اور ''بے رات'' جیسے الفاظ سمجھ سے بالاتر ہیں۔ان کا مفہوم واضح نہیں۔ابہام کے

حوالے سے اگر اس ترجمے کا تقابل مولانا نظام الدین نظامی کے ترجمے سے کریں تو اس میں اس سے بھی زیادہ ابہام پایا جاتا ہے مثلاً

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى (۲ : البقرہ: ۱۲۵)

''اتے پکڑ رکھوکنوں مقام ابراہیم علیہ السلام نماز دی جگہ''(۳۷)

اس آیت کا ترجمہ واضح نہیں ہے اور قاری کے لیے نا قابل فہم ہے۔ جب تک ترجمہ صاف اور فصیح و بلیغ نہ ہو وہ اچھا ترجمہ نہیں کہلاتا۔

اس کے مقابلے میں پروفیسر صدیق شاکر کا ترجمہ فصاحت و بلاغت میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں ابہام نہیں پایا جاتا مثلاً اس آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۱ : الفاتحہ: ۶)

''ساکوں سدھی راہ تے لا''(۳۸)

یہ ترجمہ فصیح ہے اور عام قاری کے لیے عام فہم بھی ہے۔ فاضل مترجم نے فنی مہارت کے ساتھ مختصر مگر جامع ترجمہ رقم کیا ہے۔

اب ہم مذکورہ کامل تراجم کا تشریحی کلمات کے حوالے سے تقابلی جائزہ لیتے ہیں۔ بعض تراجم میں تشریحی کلمات کثرت سے استعمال کیے گئے ہیں جن کی وجہ سے ترجمے کی روانی اور تفہیم میں فرق آ گیا ہے۔ بعض تراجم میں کم از کم تشریحی کلمات ہیں اور کچھ میں شاذ ہیں۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق نے تشریحی کلمات کثرت سے استعمال کیے ہیں جن سے ترجمے میں حسن کی بجائے کمی آ گئی ہے۔ فاضل مترجم کی یہ اپنی اختراع ہے کہ وہ دیگر زبانوں کے کلمات لاتے ہیں۔ اردو، انگریزی یا کسی دوسری زبان میں اس طرح کے کلمات کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ اس آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (۱۰۸ : الکوثر: ۱)

''بے شک اساں تیکوں خیر کثیر (اُٹھاں دا حلال ذبیحہ) عطا کیتے''(۳۹)

مندرجہ بالا آیت کے ترجمے میں فاضل مترجم نے تشریحی کلمہ استعمال کیا ہے۔ جس کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ ڈاکٹر مہر عبد الحق کی طرح خان محمد لسکانی نے بھی تشریحی کلمات استعمال کیے ہیں مثال کے طور پر یہ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱ : الفاتحہ: ۱)

''ساریاں چنگائیاں تے صفتاں اللہ سئیں کیتے ہن جیڑھا سارے جہانیں دا پالن ہار''(۴۰)

اسے تشریحی ترجمہ کہہ سکتے ہیں۔ معیاری ترجمہ وہ ہوتا ہے جس میں کم از کم تشریحی کلمات ہوں اور ابلاغ عام ہو۔ اس ترجمے میں یہ وصف نہیں پایا جاتا۔ اس کے مقابلے میں مولانا مفتی عبدالقادر سعیدی نے اپنے ترجمے میں کم از کم تشریحی کلمات استعمال کیے ہیں۔ مثال کے طور پر درج ذیل آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲ : البقرہ : ۵)

''اتے اوہے ای (ڈو جہانیں) کامیاب ان''(۴۱)

اس ترجمے میں ''ڈو جہانیں'' کا تشریحی کلمہ استعمال کیا گیا ہے۔ اگرچہ مترجم ذی وقار نے بہت کم تشریحی کلمات رقم کیے ہیں تاہم اس سے قاری کے لیے دقت پیدا ہو سکتی ہے۔

جب کہ اس کے برعکس مولانا نظام الدین نظامی نے تشریحی کلمات کثرت سے استعمال کیے ہیں جن سے ترجمہ، ترجمہ نہیں

تفسیر معلوم ہوتی ہے مثلاً اس آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۲: البقرہ : ۳۷)

''او ہے توبہ دی توفیق ڈیون والا مہربان توبہ کرن والیں تے''(۴۲)

اس ترجمے سے پیرایہ بیاں غیر ضروری طویل ہوگیا ہے۔ ترجمے کا حسن بھی برقرار نہیں رہا اور ابلاغ بھی متاثر ہوا ہے۔ ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر نے ان غیر ضروری تشریحی کلمات سے اجتناب کیا ہے اور ترجمہ سادہ پیرایہ بیان میں رقم کیا ہے جو قاری کے لیے دلچسپی کا باعث ہے۔ فاضل مترجم نے عام فہم زبان استعمال کر کے عربی اور سرائیکی دونوں زبانوں پر اپنی گرفت کا ثبوت دیا ہے تاہم آپ کے ترجمے میں کم از کم تشریحی کلمات ہیں جیسا کہ اس ترجمے میں ملاحظہ فرمایئے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلاً طَيِّباً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۲: البقرہ: ۱۶۸)

''لوکو! زمین وچ جو کجھ حلال تے پاک ہے، کھا وو۔ شیطان دا پیرا نہ چاؤ۔ بے شک او تہاڈا چٹا ویری ہے۔''(۴۳)

مندرجہ بالا ترجمہ مختصر مگر جامع ہے اور فاضل مترجم کی فنی مہارت بھی سامنے آئی ہے اور ترجمے کی تفہیم بھی متاثر نہیں ہوئی۔ اسی طرح ملک ریاض شاہد کے ترجمے میں بھی تشریحی کلمات شاذ ہیں۔

اب مذکورہ تراجم کا لہجویت کے حوالے سے تقابلی جائزہ لیتے ہیں۔ مولانا حفیظ الرحمٰن حفیظؔ کا ترجمہ سرائیکی زبان کا پہلا کامل ترجمہ ہے جو زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔ فاضل مترجم نے اپنی اس پاکیزہ کاوش میں سرائیکی زبان کے معروف لہجے ''ریاستی'' کی بھرپور نمائندگی کی ہے۔

پروفیسر دلشاد کلانچوی، مولانا مفتی عبدالقادر سعیدی، مولانا غلام محمد چاچڑانی، مولانا نظام الدین نظامی اور ملک ریاض شاہد نے اپنے اپنے ترجمے میں ریاستی لہجے کے خالص اور ٹھیٹھ استعمال کیے ہیں۔ جس سے سرائیکی زبان کی وسعت، سلاست، سزاجت اور حلاوت عیاں ہوتی ہے اور فاضل مترجمین کی مہارت بھی سامنے آئی ہے۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق اگرچہ لیہ میں پیدا ہوئے لیکن ایک طویل عرصہ تک ملتان میں قیام پذیر رہے اس لیے ان کے ترجمے میں ملتانی لب ولہجہ نمایاں ہے۔ آپ نے سرائیکی زبان کے لسانی مزاج کو خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر پروفیسر صدیق شاکر نے اللہ تعالیٰ کے کلام کی ترجمانی سرائیکی زبان کے فصیح لہجے ملتانی میں ایک منفرد انداز سے رقم کی ہے۔ ملتان دنیا کے قدیم ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے اس لیے اس کی زبان اور لب ولہجہ بھی اتنا ہی قدیم ہے۔ فاضل مترجم نے سرائیکی زبان کے قدیم اور خوبصورت الفاظ استعمال کیے ہیں فاضل مترجم اور ان کے خاندان کے لوگ ملتان کے پرانے باسی ہیں یہ واحد کامل ترجمہ ہے جو ملتانی لہجے کی نمائندگی کرتا ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ حفیظ الرحمٰن حفیظ مولانا، قرآن مجید مترجم، بہاولپور، عزیز المطابع، ۱۹۵۱ء، ص ۹۵۸۔

۲۔ دلشاد کلانچوی، سوکھے سرائیکی ترجمے والا قرآن شریف، ملتان، ابن کلیم پبلیشرز، ۲۰۰۰ء، ص ۶۱۔

۳۔ عبدالقادر سعیدی مفتی، المرجان، قلمی مخطوطہ، ملکیہ مصنف، ص ۶۳۳۔

۴۔ صدیق شاکر ڈاکٹر، تیسیر القرآن المعروف سوکھی تفسیر، ملتان، سرائیکی سدھ سراں، ۲۰۰۵ء، ص ۳۰۴۔

۵۔ عبدالحق مہر ڈاکٹر، قرآن مجید ترجمہ بزبان سرائیکی، ملتان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۸۴ء، ص ۹۰۶۔

۶۔ غلام محمد چاچڑانی مولانا، تفسیر اتالیفی، قلمی مخطوطہ، ۱۹۹۰ء، ص ۹۹۔

۷۔ نظام الدین نظامی مولانا، ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی، قلمی نسخہ، ۱۹۸۷ء، ص ۴۷۔

۸۔ حفیظ الرحمٰن حفیظ مولانا، قرآن مجید مترجم بزبان ریاستی، بہاولپور، عزیز المطابع، ۱۳۷۶ھ، ص ۹۵۶۔

۹۔ عبدالحق مہر ڈاکٹر، قرآن مجید ترجمہ بزبان سرائیکی، ملتان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۸۴ء، ص ۹۱۶۔

۱۰۔ دلشاد کلانچوی، سوکھے سرائیکی ترجمے والا قرآن شریف، ملتان، ابن کلیم پبلیشرز، ۲۰۰۰ء، ص ۹۶۷۔

۱۱۔ حفیظ الرحمٰن حفیظ مولانا، قرآن مجید مترجم بزبان ریاستی، بہاولپور، عزیز المطابع، ۱۳۷۶ھ، ص ۹۵۸۔

۱۲۔ عبدالحق مہر ڈاکٹر، قرآن مجید ترجمہ بزبان سرائیکی، ملتان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۸۴ء، ص ۹۵۱۔

۱۳۔ دلشاد کلانچوی، سوکھے سرائیکی ترجمے والا قرآن شریف، ملتان، ابن کلیم پبلیشرز، ۲۰۰۰ء، ص ۶۹۳۔

۱۴۔ صدیق شاکر ڈاکٹر، تیسیر القرآن المعروف سوکھی تفسیر، ملتان، سرائیکی سدھ سراں، ۲۰۰۵ء، ص ۶۰۔

۱۵۔ حفیظ الرحمٰن حفیظ مولانا، قرآن مجید مترجم بزبان ریاستی، بہاولپور، عزیز المطابع، ۱۳۷۶ھ، ص ۹۔

۱۶۔ عبدالقادر سعیدی مفتی، المرجان، قلمی مخطوط، ص ۶۰۸۔

۱۷۔ نظام الدین نظامی مولانا، ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی، قلمی نسخہ، ۱۹۸۷ء، ص ۱۶۔

۱۸۔ دلشاد کلانچوی، سوکھے سرائیکی ترجمے والا قرآن شریف، ملتان، ابن کلیم پبلیشرز، ۲۰۰۰ء، ص ۶۹۶۔

۱۹۔ صدیق شاکر ڈاکٹر، تیسیر القرآن المعروف سوکھی تفسیر، ملتان، سرائیکی سدھ سراں، ۲۰۰۵ء، ص ۲۷۔

۲۰۔ ریاض شاہد، نور الایمان، قلمی نسخہ، ملکیہ مصنف، بہاولپور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۔

۲۱۔ عبدالحق مہر ڈاکٹر، قرآن مجید ترجمہ بزبان سرائیکی، ملتان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۸۴ء، ص ۱۔

۲۲۔ خان محمد لسکانی، قرآن مجید سرائیکی ترجمے نال، اسلام آباد/ سرے انگلینڈ، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، ۱۹۹۱ء۔

۲۳۔ نظام الدین نظامی مولانا، ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی، قلمی نسخہ، ۱۹۸۷ء، ص ۵۹۔

۲۴۔ نظام الدین نظامی مولانا، ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی، قلمی نسخہ، ۱۹۸۷ء، ص ۵۸۔

۲۵۔ حفیظ الرحمٰن حفیظ مولانا، قرآن مجید مترجم بزبان ریاستی، بہاولپور، عزیز المطابع، ۱۳۷۶ھ، ص ۹۵۸۔

۲۶۔ ریاض شاہد، نور الایمان، قلمی نسخہ، ملکیہ مصنف، بہاولپور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۶۷۷۔

۲۷۔ عبدالقادر سعیدی مفتی، المرجان، قلمی مخطوط، ص ۶۱۲۔

۲۸۔ نظام الدین نظامی مولانا، ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی، قلمی نسخہ، ۱۹۸۷ء، ص ۳۷۔

۲۹۔ خان محمد لسکانی، قرآن مجید سرائیکی ترجمے نال، اسلام آباد/ سرے انگلینڈ، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، ۱۹۹۱ء۔

۳۰۔ دلشاد کلانچوی، سوکھے سرائیکی ترجمے والا قرآن شریف، ملتان، ابن کلیم پبلیشرز، ۲۰۰۰ء، ص ۲۔

۳۱۔ عبدالقادر سعیدی مفتی، ملاقات، بھونگ صادق آباد، جون ۲۰۰۷ء۔

۳۲۔ عبدالقادر سعیدی مفتی، المرجان، قلمی مخطوطہ، ص ۶۱۷۔
۳۳۔ صدیق شاکر ڈاکٹر، تیسیر القرآن المعروف سوکھی تفسیر، ملتان، سرائیکی سدھ سراں، ۲۰۰۵ء، ص ۴۲۔
۳۴۔ ریاض شاہد، نورالایمان، قلمی نسخہ، ملکیہ مصنف، بہاولپور، ۲۰۰۸ء، ص ۷۸۔
۳۵۔ ریاض شاہد، انٹرویو/ ملاقات، یکم جون، ۲۰۰۸ء۔
۳۶۔ عبدالقادر سعیدی مفتی، المرجان، قلمی مخطوطہ، ص ۵۸۸۔
۳۷۔ نظام الدین نظامی مولانا، ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی، قلمی نسخہ، ۱۹۸۷ء، ص ۱۷۸۔
۳۸۔ صدیق شاکر ڈاکٹر، تیسیر القرآن المعروف سوکھی تفسیر، ملتان، سرائیکی سدھ سراں، ۲۰۰۵ء، ص ۵۲۔
۳۹۔ عبدالحق مہر ڈاکٹر، قرآن مجید ترجمہ بزبان سرائیکی، ملتان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۸۴ء، ص ۹۲۱۔
۴۰۔ خان محمد لسکانی، قرآن مجید سرائیکی ترجمے نال، اسلام آباد/ سرے انگلینڈ، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، ۱۹۹۱ء، ص ۱۔
۴۱۔ عبدالقادر سعیدی مفتی، المرجان، قلمی مخطوطہ، ص ۳۔
۴۲۔ نظام الدین نظامی مولانا، ترجمہ سرائیکی تفسیر حسینی، قلمی نسخہ، ۱۹۸۷ء، ص ۵۸۔
۴۳۔ صدیق شاکر ڈاکٹر، تیسیر القرآن المعروف سوکھی تفسیر، ملتان، سرائیکی سدھ سراں، ۲۰۰۵ء، ص ۱۹۴۔